# Maarif

Article on

# Hazrat
# Shah Muhammad Ghawth
# Gwaliori

PROF. M. MASOOD AHMED SAHAB

Page no 109-125

Agu 1962

جلد ۹۰ - ماہ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ماہ اگست ۱۹۶۲ء - عدد ۲

# مضامین

# شاہ محمد غوث گوالیاریؒ

از جناب پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب ایم اے

(۲)

**قیام گوالیار** شاہ محمد غوث گوالیاری نے اپنے شیخ طریقت حاجی حمید الدین حضور (متوفی ۹۳۰ھ/۱۵۲۳ء) سے مستقل قیام کے لیے استفسار کیا تو موصوف نے فرمایا: "کل جہان تمھارا ہے، جہاں مزاج چاہے رہو، اس میں تم کو اختیار دیا گیا ہے"۔[1]

سید فضل علی شاہ نے کلیات گوالیار میں لکھا ہے:-

"در آں وقت حضرت شیخ محمد غوث قدس اللہ سرہ العزیز کہ از اکابر و عظام روزگار بودند در قلعہ بر قلوب تصرفے تمام داشت و از غازی پور پٹنہ کہ متوطن و مسکن حضرت شیخ مذکور بود بمقتضائے حکم مرشد حضرت بابا حضور شاہ ظہور الحق و الدین قدس اللہ سرہ العزیز مفارقت گرفتند و بہ گوالیار رسیدند"۔[2]

لیکن جواہر خمسہ (۹۲۹ھ) کے مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوہستان چنار میں زمانۂ ریاضت ہی میں قلعۂ گوالیار میں قیام کا اشارہ ہو گیا تھا، چنانچہ شاہ محمد غوث تحریر فرماتے ہیں:

"این درویش سیزدہ سال و ہفت ماہ در کوہستان چنار بہ عنوان سطور ریاضت کشید

---

[1] فضل اللہ شطاری: مناقب غوثیہ (اردو) مطبوعہ آگرہ، ۱۹۳۳ء ص ۳۲

[2] قاضی معراج الدین ڈھولپوری: مضمون مطبوعہ روزنامہ فیروز، کراچی، ۱۴ دسمبر ۱۹۶۱ء ص ۲

بعد ذالک از پردۂ غیب لاریب ندائے رسید کہ از یں کوہستان بدر شو و در قلعۂ گوالیار برو...... آں حکم بجا آوردیم"۔[1]

قلعۂ گوالیار میں قیام کے یہ تو باطنی اسباب تھے، لیکن چند ظاہری اسباب بھی تھے، جن پر قاضی معراج الدین دھولپوری نے روشنی ڈالی ہے، وہ لکھتے ہیں:

"ممدوح کے قلعۂ گوالیار پر قیام فرمانے کا سبب یہ تھا کہ اس زمانہ میں سادات اور شرفا کے قدیم خاندان قلعہ پر ہی رہا کرتے تھے، باہر جس جگہ اب گوالیار کی بستی ہے وہاں مسلمانوں کی آبادی نہیں تھی، نیا نیا ان کا قبضہ قلعۂ گوالیار پر ہوا تھا، اور جیسے جیسے رقبہ اور بڑھتا جارہا تھا ویسے ویسے مسلمان فضلاء و کملاء، اور روحانی بزرگ باہر سے آآکر یہاں آباد ہوتے جارہے تھے، یہ وہ وقت تھا جب حضرت شاہ محمد غوث قدس سرہٗ کو نہ کوئی جاگیر ملی تھی اور نہ آپ کی جانب سے انتظام مہمانداری کوئی تھا"۔[2]

بہرحال شاہ محمد غوث گوالیار تشریف لائے اور یہاں رشد وہدایت کا سلسلہ جاری کیا، صاحبِ مناقب غوثیہ لکھتے ہیں:۔

"الغرض جب حضرت غوث اللہ، حضرت پیر جہاں (حاجی حمید الدین حضور) کی درگاہ سے رخصت ہوکر گوالیر پہنچے اور وہاں اقامت کی تو بانگ درویشی وصدائے عظمت ولایت موروثی عالم میں پھیلی، عالم عالمیاں، ملوک وسلاطین وقت مطیع و منقاد ہوئے، مگر آپ کا یہ حال تھا کہ کوئی شخص مجلس عالی میں دنیا کا نام نہ لے سکتا تھا"۔[3]

گوالیار میں کچھ عرصہ قیام کیا تھا کہ مرض خیارک میں مبتلا ہو گئے، اور چھ مہینہ تک صاحبِ فراش

---

[1] محمد غوث گوالیاری: جواہر خمسہ فارسی (قلمی) ۲۰ صفر المظفر ۱۱۲۳ھ، مکتوبہ محمد واصل بیگ قادری

[2] قاضی معراج الدین دھولپوری: مضمون مطبوعہ روزنامہ "نوروز" کراچی ۱۴ دسمبر ۱۹۶۱ء [3] مناقب غوثیہ (اردو) ص ۴۴

رہے، جب اس مرض سے صحت پائی تو قاضی رکن الدین اور قاضی خدابخش کی وساطت سے اپنے شیخِ طریقت حضرت حاجی حمید الدین حضور کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا — یہ عجیب اتفاق ہے کہ ادھر یہ حضرات پیام لے کر چلے اور ادھر حاجی حمید الدین نے شیخ سکندر سے فرمایا:

"آج مجھ کو اطلاع ہوئی ہے کہ اس عالم دون سفلی سے عالم عقبی میں آؤں اور دار فنا سے دار بقا کا سفر اختیار کروں، میں نے جواب دیا کہ چار روز کے بعد آؤں گا، کیونکہ بندگی میاں غوث کے آدمی راستے میں ہیں، جب وہ آجائیں گے تو صاحبِ مقام کو دستار عطا کر کے اس عالم سے اس عالم میں آؤں گا۔" (مناقب غوثیہ اردو ص ۵۰)

اس لیے جب قاضی رکن الدین اور قاضی خدا بخش حاجی حمید الدین حضور کی خدمت میں پہنچے تو آپ بہت مسرور ہوئے اور اسی وقت جبہ و دستار طلب کر کے اپنے دست مبارک سے دونوں حضرات کے سپرد کیا، اور اپنی جانب سے شاہ محمد غوث (متوفی ۹۷۰ھ/۱۵۶۲ء) کے نام ایک ایک فرمان لکھوا کر دستخط فرما کر قاضی رکن الدین کے حوالے کیا، صاحبِ مناقب غوثیہ نے فرمان مذکور کا یہ مضمون لکھا ہے:

"صحیح فی الدنیا والآخرہ بندگی حضرت شیخ المشائخ میاں محمد غوث متع اللہ المسلمین لطول بقائہ از ظہور شمس القاری المقدسی مطالعہ فرمایند تمام احوال قابل شکر ہے قل الحمد للہ دائماً معلوم و روشن ہو کہ اس درویش کو بھی بیس رمضان سے ران کا درد ہوا تھا، اور جو کچھ حال واحوال اور اقوال اس فقیر کا ظاہر و باطن تھا اس فرزند کو سونپ کر اپنا قائم مقام کیا، بلکہ قالب کا حکم بھی تم شیخ المشائخ کے ہاتھ میں دیا، چنانچہ اپنی موجودگی میں صندوق طیار کرا کر حاضران مجلس کو (ہمارے) آدمیوں کی موجودگی میں نصیحت کر دی ہے کہ ہم کو امانت رکھو، قالب کا اختیار بھی فرزندم میاں محمد غوث کو دیا"

جس جگہ وہ قابل سمجھیں لیجائیں، دوسرے یہ کہ آں فرزند کو اپنا قائم مقام کرکے جملہ خلفاء و مریدین کو حوالہ کیا جس کو آں فرزند مقبول کرے، مقبول ــــ اور جس کو مردود کرے، مردود، اور جبہ و دستار اپنے حضور تمہارے آدمیوں کے سپرد کر دیا یقین کرلو کہ جو کچھ رنج و مشقت اس فقیر نے اٹھایا اور درگاہ حق میں توکل پر ثابت رہا وہ سب آن فرزند کے واسطے تھا ــــ یہ فقیر درخت کے سایہ میں مرقد کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور جو اس فقیر کے سفر کے بعد ہوگا وہ شیخ سکندر کی کتابت سے معلوم ہوگا۔" (مناقب غوثیہ اردو ص ۵۳-۵۴)

حاجی حمید الدین حضور کی وفات کے بعد شیخ سکندر نے جو مکتوب شاہ محمد غوث کے نام ارسال کیا تھا اس میں جو چشم دید واقعات بیان کیے تھے اس کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ حاجی حمید الدین نے اپنی وفات کے بارہ میں جو کچھ فرمایا تھا حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا ــــ مکتوب مذکور کے آخر میں شیخ سکندر تحریر فرماتے ہیں:

"اکیس ذی الحجہ کو ایک پاس شب باقی تھی کہ یکایک فرمایا "یارو اٹھو، رحمت کا وقت ہے، اس درویش کو پھر حکم ہوتا ہے کہ آج جو تمہارا روز ہے کہ تمام انبیاء و اولیاء تمھاری ملاقات کے منتظر ہیں، شتاب آؤ" ــــ اور اس وقت چوڈول پر سوار ہو کر باہر آئے اور اپنے حضور میں قبر درست کرائی، بعدہٗ اس چوڈول کو درخت کے سایہ کے نیچے لائے جو کوئی اپنا حال عرض کرتا فرماتے "فرزندم میاں محمد غوث کے حوالہ کیا، یہاں تک کہ صبح صادق چمکی اور آپ سر سے پاؤں تک چادر اوڑھ کر شغل مع اللہ کے ساتھ دار الفنا سے دار البقاء کو رحلت فرما گئے،

دیگر معروض کہ اس خاک رب آستانہ کو خاک روبی آستانہ کی خدمت پر نواز کر جامۂ خلافت عطا فرمایا ہے لیکن ثابت جب ہی ہوسکے گا جب آنحضرت قبول فرمائیں گے۔"

(ایضاً ص ۵۵)

غرض حضرت حاجی حمید الدین حضور کی وفات کے بعد شاہ محمد غوث گوالیاری مسند خلافت پر متمکن ہوئے، اور گوالیار میں قیام کرکے دور و نزدیک فیض رسانی کا سلسلہ شروع ہوا۔

شاہ محمد غوث گوالیاری کے زمانے میں گوالیار میں ایک اور بزرگ بھی قیام پذیر تھے، جن کو خواجہ خانوں کے نام سے یاد کیا جاتا تھا، بعض تذکرہ نگاروں نے شیخ خانو بھی لکھا ہے، خواجہ خانوں اور شاہ محمد غوث کے درمیان غائبانہ ربط باطنی تھا، اس لیے ان کے تعلقات پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان بے بنیاد باتوں کی تصحیح بھی کردی جائے جو ان دونوں حضرات کی طرف منسوب کردی گئی ہیں۔

**خواجہ خانوںؒ اور شاہ محمد غوثؒ** | شاہ محمد غوث کے زمانے میں خواجہ خوانوں (متوفی ۹۴۰ھ/۱۵۳۳ء) بھی گوالیار میں تشریف رکھتے تھے، موصوف کی ولادت ۸۵۳ھ میں ہوئی، ناگور کے رہنے والے تھے، وہاں سے ترک وطن کرکے گوالیار تشریف لے آئے تھے[1]، خواجہ حسین ناگوری سے بیعت تھے، اور شیخ حسین سرمست کے فرزند شیخ اسماعیل سے خرقۂ خلافت ملا تھا، جو چندیری میں رہا کرتے تھے[2]۔

خواجہ خانوں کی درگاہ کے موجودہ سجادہ نشین کا یہ خیال ہے کہ جب خواجہ خانوںؒ گوالیار تشریف لائے تو اس وقت شاہ محمد غوث گوالیار میں سلسلۂ رشد و ہدایت میں مصروف تھے، موصوف نے ایک عجیب و غریب حکایت نقل کی جس کی اصلاح ضروری ہے۔ اپنی تالیف فیضان ولایت میں لکھتے ہیں:

> "جب آپ (خواجہ خانوں) گوالیار میں تشریف لائے تو اس وقت حضرت محمد غوثؒ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ہر خورد و کلاں و مسافرین یوم مہمان رہا کرتا تھا، مگر آپ ان کے دسترخوان پر

---

[1] محمد غوثی: گلزار ابرار (اردو) مطبوعہ ۱۳۲۶ھ ص ۲۳۳

[2] شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اخبار الاخیار، مطبوعہ دہلی ۱۳۳۲ھ۔

نہ پہنچے، محمد غوثؒ نے آپ کی خدمت میں اپنے خادم کو بلانے کے لیے بھیجا، آپ غسل فرما کر بحالتِ سکون ایک پتھر پر بیٹھے تھے۔ خادم کے عرض کرنے پر آپ نے جواباً فرمایا کہ فقیر آمد و رفت کے لیے نہیں ہے اور نہ یہ فقیر کے مناسب حال ہے، پس اسے معذور رکھو۔ محمد غوثؒ کو اس تعارض سے ناگواری ہوئی اور اپنے خدام اجنہ کو حکم دیا کہ جس پتھر پر وہ بیٹھے ہیں مع اس پتھر کے ان کو اٹھا لاؤ۔ چار ”جن“ تعمیل حکم کے لیے آئے لیکن وہ پتھر نہ اٹھا سکے، اور لاچار ہو گئے، حضرت خواجہ خانوں نے ان ”اجناء“ سے کہا کہ فقیر کو کیوں تنگ کرتے ہو جنوں نے ادب سے عرض کیا کہ ہم تو تابعدار ہیں جو حکم دیا گیا تھا تعمیل کر رہے تھے، اب جو حکم دیا جائے گا اس کی تعمیل کریں گے، حضرت خواجہ نے متبسم ہو کر فرمایا ”جاؤ غوث کو مع اس تخت کے اٹھا لاؤ جس پر وہ بیٹھے ہوئے ہیں“ ــــ جن گئے اور آنِ واحد میں حضرت محمد غوث کو مع تخت کے حضرت خواجہ کے سامنے لا کر رکھ دیا، حضرت محمد غوث بہت حیران ہوئے اور سلام شوق کے بعد اس طرح معذرت کی:

”اے شیخ محترم مجھے قطعی علم نہ تھا کہ آپ شاہ ولایت ہیں، ورنہ مجھ سے ہرگز یہ عمل نہ ہوتا“ حضرت خواجہ نے مسکرا کر کہا، کوئی حرج نہیں، دوستوں کی ملاقات چھیڑ چھاڑ سے ہی ہوا کرتی ہے۔ حضرت محمد غوث کے تخت پر بہت سے اسباب عملیات، تجربات وغیرہ رکھے تھے، اور ایک بیاض بھی رکھی تھی، جسے حضرت خواجہ نے اٹھا کر دریافت کیا ”محمد غوث یہ کیا ہے؟“ حضرت غوث کی زبان کی لغزش سے اتفاقاً نکل گیا ”حضور کچھ نہیں“ ــــ بس حضرت خواجہ نے بیاض یہ کہتے ہوئے رکھ دی ”اچھا کچھ نہیں“ ــــ تھوڑے وقفہ کے بعد کسی ضرورت سے محمد غوث نے اس بیاض کو کھولا تو اس کے سب اوراق سفید تھے، بہت سراسیمہ ہوئے اور حضرت خواجہ کی جانب رحم طلب نظروں سے دیکھا، حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے

مسکرا کر فرمایا، محمد غوث اس میں کچھ نہیں، تجھ میں سب کچھ ہے، تین مرتبہ زبان فیض ترجمان سے اس جملہ کا ادا ہونا ہی تھا کہ حضرت غوث رحمۃ اللہ علیہ کامل ہو گئے، بخورات وغیرہ سب اٹھا کر پھینک دیں اور غلبۂ ترک سے مغلوب ہو کر نظارۂ جمال وحدت میں مستغرق ہو گئے، کیف وسرور اور معراج معرفت یاب حضرت غوث رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ خانونؒ سے وقت رخصت گاہ بگاہ حاضر ہوتے رہنے کی اجازت چاہی، مگر حضرت خواجہؒ نے فرمادیا اور کہا کہ ایک کام وقت پر موقوف ہے، اس کی ادائیگی تم کرو گے، اسی وقت ملاقات ہوگی۔"[1]

اس حکایت میں جتنی صداقت ہے وہ خود اس کے انداز بیان سے ظاہر ہے، صاحب فیضان ولایت کے قول کی روشنی ہی میں اس واقعہ کی تردید ہو جاتی ہے، موصوف نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ خانونؒ تقریباً ۹۰۰ھ میں گوالیار تشریف لائے تھے[2]، اور شاہ محمد غوثؒ کوہ چنار کی ریاضت کے بعد گوالیار تشریف لائے، جواہر خمسہ ایام ریاضت کی تصنیف ہے اور اس کا سنہ تصنیف ۹۲۹ھ ہے، اس سے ظاہر ہے کہ شاہ محمد غوث، خواجہ خانونؒ کے تقریباً ۲۹ برس بعد گوالیار تشریف لائے۔ حکایت مذکور کی بنیاد اسی پر قائم تھی کہ خواجہ خانونؒ بعد میں تشریف لائے، جب بنیاد ہی قائم نہ رہی تو حکایت کی صحت وعدم صحت کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے، یہ بھی واضح رہے کہ شاہ محمد غوث کی ولادت ۹۰۶ھ میں ہوئی تھی، یعنی جس وقت خواجہ خانونؒ گوالیار تشریف لائے ہیں اس وقت شاہ محمد غوث پیدا بھی نہیں ہوئے تھے،

صاحب فیضان ولایت کی ایک تحریر سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ خواجہ خانونؒ اور شاہ محمد غوثؒ زندگی میں نہیں مل سکے، موصوف نے لکھا ہے:

---

۱ـ غلام محی الدین: فیضان ولایت، مطبوعہ علوی پریس، گوالیار، ص ۱۴-۱۵ ۲ـ ایضاً ص ۱۸

"۹۴۰ھ میں مورخہ یکم جمادی الاول کو آپ نے اپنے بڑے فرزند حضرت خواجہ بندگی احمد قدس اللہ سرہم سے ارشاد فرمایا کہ میں اب تم سب سے رخصت ہوتا ہوں، بعد وفات میری تجہیز و تکفین حضرت محمد غوث گوالیاری کریں گے، میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ملاقات ان کی ہماری اس وقت پر منحصر ہے۔"[1]

آخری جملے سے صاف ظاہر ہے کہ زندگی میں دونوں بزرگوں کی ملاقات نہیں ہوئی، اور مذکورہ بالا قصہ محض گڑھا ہوا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ خانوںؒ کے فرزند اکبر حضرت خواجہ بندگی احمد (متوفی ابعد ۱۰۱۵ھ / ۱۶۰۶ء) نے جو واقعہ بیان کیا ہے، صاحب فیضان ولایت نے اسی میں مبالغے سے کام لے کر رائی کا پہاڑ بنایا ہے، اصل واقعہ یہ ہے جو بڑی حد تک مستند سمجھا جاسکتا ہے:-

"ایک روز حضرت قبلہ گاہی طہارت فرما رہے تھے، اور کچھ افاقہ بھی تھا، اچانک شیخ محمد غوث کے ہاں سے دو خادم آئے، سلام پیش کیا، حضرت نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ کہاں سے اور کس لیے آئے ہو؟ مقیم ہو یا مسافر؟ انھوں نے کہا کہ ہم تو شیخ محمد غوث کے خادموں میں سے ہیں، شیخ نے پیام دے کر آپ کے پاس بھیجا ہے اور دعائے شوق کے بعد کہا ہے کہ آپ کے دیدار کا بیحد اشتیاق ہے، اور باہمی ملاقات کا شوق مرتبۂ کمال پر پہنچا ہوا ہے، اگر غریب خانے پر تشریف لے آئیں تو آپ کا گھر ہے، ورنہ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ حاضر ہو کر دیدار سے مشرف ہوں اور وصال باہمی سے لطف اندوز ہوں، حضرت قبلہ گاہی کو علم اولین و آخرین تھا، ان دونوں کی باتیں سنکر مسکرائے اور جواباً فرمایا کہ فقیر خانوں کو ان دونوں باتوں سے معذور رکھیے،

---

[1] فیضان ولایت ص ۱۸

کیونکہ یہ فقیر کہیں جانے کے لیے مامور نہیں، اور کسی کے لیے تعظیماً قیام سے بھی معذور ہے، شفقت دوستی کا یہی تقاضا ہے کہ فقیر کو ان دونوں تکالیف سے معذور رکھیں، ہماری ملاقات ایک وقت پر موقوف ہے، اس وقت کے منتظر رہیں، انشاء اللہ تعالیٰ اگر ہونی ہے تو ضرور ہوگی۔"[1]

فیضان ولایت کا جو اقتباس پہلے نقل کیا جا چکا ہے اس کا اول و آخر اسی مذکورۂ بالا اقتباس سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے، باقی جو کچھ ہے وہ اختراع ذہنی سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

خواجہ خانونؒ کے فرزند اکبر خواجہ احمد نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے بیان کی روشنی میں بھی صحیح معلوم ہوتا ہے، حضرت شیخؒ فرماتے ہیں:

"از جہت کبر سن و ضعف بنیہ بتعظیم مردم قیام نمودے، خدمت والا بصحبت شریف رسیدہ بودند از ترک تعظیم و قیام کہ از وے در مردم شہرت یافتہ بود پرسیدہ، فرمود کہ من پیر شدہ ام و ضعیف گشتہ از برائے تعظیم ہر داخل خارج قیام نتوانم کرد۔ مخصوص ساختن بعضے دون بعضے لائق بحال فقرا نباشد، مرا معذور دارید۔"[2]

بہرکیف یہ بات متحقق ہے کہ خواجہ خانونؒ اور شاہ محمد غوث بیک وقت گوالیار میں موجود تھے، مگر ان کی ملاقات نہیں ہوئی، چنانچہ خواجہ خانونؒ کے خلیفہ نے کلیات گوالیار میں لکھا ہے:-

"باوصفیکہ ہر دو شیخ در یک عصر بودند لیکن ہر دو صاحبان را ملاقات نشد۔"[3]

خواجہ خانونؒ کے وصال کے بعد ان کی وصیت کے مطابق شاہ محمد غوث گوالیاریؒ تشریف لائے اور خواجہ مرحوم کے صاحبزادگان کے ساتھ غسل دیا، تجہیز و تکفین فرمائی، اس کے بعد نماز جنازہ بھی آپ ہی نے پڑھائی، سنہ ۹۴۰ھ دوم جمادی الاول وقت چاشت تدفین سے فارغ ہوئے۔[4]

---

[1] سید فضل علی شاہ، کلیات گوالیار بحوالہ مضمون قاضی معراج شاہ دھولپوری مطبوعہ نورز کراچی دسمبر ۱۹۶۱ء

[2] شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اخبار الاخیار، مطبوعہ دہلی ۱۳۳۲ھ ص ۲۰۲ [3] سید فضل علی شاہ: کلیات گوالیار

[4] غلام محی الدین: فیضان ولایت ص ۱۸

مغربی پاکستان کے مشہور اردو اخبار جنگ مورخہ ۳۱؍ اکتوبر ۱۹۶۰ء ص ۸، کالم ۲ و ۳ پر ایک مضمون "فیض غالوں" کے عنوان سے شائع ہوا تھا جس کو ایک مجہول الاسم شخص "ع، ع، خانونی" نے لکھا تھا، اس مضمون کے تمام مندرجات فیضان ولایت کا سرقہ ہیں، اور مضمون نگار نے اپنی طرف سے تحریف و ترمیم سے بھی کام لیا ہے، اس کو دیکھکر بیساختہ زبان سے نکلتا ہے ع

چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد!

**شاہان ہند سے تعلقات** فقراء کے دربار ہمیشہ سے شاہان عالم کے ملجا و ماوی رہے ہیں، چنانچہ شیخ محمد غوث کے دربار سے بھی شاہوں کی وابستگی رہی، صاحب مناقب غوثیہ (۹۴۹ھ) شاہ فضل اللہ نے تحریر فرمایا ہے:-

"حضرت غوث العالم کی باطنی استقامت اور قلبی استعانت عالم میں مشہور و معروف ہے تصرف زمین انکے ہاتھ میں ہے، گدا کو چاہیں تو تخت پر بٹھائیں اور شاہ کو گدا بنائیں، چنانچہ سلطان ابراہیم افغان اور بابر بادشاہ و ہمایوں بادشاہ کے قصے عالم صورت مشہور ہیں، اسی طرح سلطان صوفی سے باطنی نعمت لے کر شیخ مبارک مجذوب عامی کو دنیا عالم معنی میں اظہر من الشمس ہیں"[1]

تاتار خاں والی گوالیار کو جب اطراف کے زمینداروں نے پریشان کرنا شروع کیا اور اسکو ان شرپسندوں کے حملہ کا خطرہ پیدا ہوا تو اس نے بابر بادشاہ سے کمک مانگی، اس نے کمک بھیجی، اس زمانہ میں شاہ محمد غوث گوالیار ہی قلعہ میں تشریف فرما تھے، ایک اطلاع کے مطابق بابر بادشاہ نے حاضر خدمت ہو کر شرف قدم بوسی حاصل کیا تھا۔

تاریخ فرشتہ نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے[2]، جس کو محمد حسین آزاد نے دربار اکبری میں نقل کیا ہے

---

[1] مناقب غوثیہ (اردو) ص ۴۴ [2] محمد قاسم ہندو شاہ استرآبادی معروف بہ فرشتہ: تاریخ فرشتہ جلد اول ص ۳۸۵، مطبوعہ بمبئی ۱۲۴۷ھ / ۱۸۳۲ء

وہ لکھتے ہیں :-

"خاص و عام ہندوستان کے شیخ (محمد غوث) کے ساتھ دلی ارادت اور اعتقاد رکھتے تھے، اور ایک وقت ایسا ہوتا تھا کہ خود بادشاہوں کو اپنے دنیا کے کاموں میں بھی ان کی طرف رجوع کرنی پڑتی تھی، گجرات، بنگالہ اور دہلی میں نامی مشائخ ان کے دامن وسیع کو پکڑے رہے، جبکہ بابر بادشاہ آگرہ تک پہنچکر ملک گیری کر رہے تھے، اس وقت تاتار خاں والی گوالیار کو اپنی اطراف کے بعض سرداروں کی طرف سے خطرہ معلوم ہوا، اس نے بابر کو عرضی بھیجکر اطاعت ظاہر کی، بابر نے خواجہ رحیم داد اور شیخ گھورن کو فوج دے کر بھیجا کہ قلعہ پر قبضہ کرلیں، جب یہ فوج لیکر پہنچے تو تاتار خاں اپنے قول سے پھر گیا، ....... شیخ محمد غوث ان دنوں قلعے میں رہتے تھے، انھوں نے ایک بااقبال بادشاہ کی آمد آمد دیکھکر اندر سے تدبیر بتائی، اس کے بموجب انھوں نے تاتار خاں کو کہلا بھیجا کہ ہم جو یہاں آئے تو فقط اس لیے کہ تمھیں تمھارے دشمنوں سے بچائیں اور آئے تو تمھارے بلانے سے آئے، اب کف دست میدان میں پڑے ہیں ...... اتنی اجازت دو کہ ہم چند خدمت گاروں کے ساتھ رات کو قلعہ میں آجائیں، لشکر باہر رہے گا.. تاتار خاں ..... نے اجازت دیدی ..... سرداران مذکور نے راتوں رات اپنے بہت آدمی قلعہ میں پہنچا دیے ....... دروازے پر پہرہ دار شیخ (محمد غوث) کے مرید تھے، انھیں بھی مرشد کا حکم پہنچ چکا تھا، غرض تاتار خاں کو اس وقت خبر ہوئی کہ فوج بابری کی جماعت کثیر اندر پہنچ چکی تھی اور کام ہاتھ سے نکل چکا تھا، چار و ناچار قلعہ حوالہ کرنا پڑا ...... اور آپ دربار میں حاضر ہوا۔"[1]

تاتار خان کے زوال کا یہی سبب تھا کہ اس نے شاہ محمد غوث کی ہدایات و نصائح پر عمل

---

[1] محمد حسین آزاد = دربار اکبری ص ۹ - ۷۵، مطبوعہ لاہور ۱۹۱۰ء

نہیں کیا، اور تمرد و سرکشی اختیار کی، اور بابر بادشاہ کی سرفرازی اور قلعۂ گوالیار پر فتح بھی شاہ محمد غوث کی عنایات کا نتیجہ تھی۔

رسالہ عالمگیری میں بھی اس واقعہ کو نقل کیا گیا ہے جس کی تلخیص مناقب غوثیہ کے مترجم نے تتمہ کی صورت میں آخر میں منسلک کر دی ہے، اس کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بابر بادشاہ نے تاتار خاں سے شاہ محمد غوث سے ملاقات کی اجازت چاہی تھی، چنانچہ بابر نے قلعہ گوالیار میں پہنچکر شرف قدمبوسی حاصل کیا۔[۱]

ہمایوں بادشاہ (متوفی ۹۶۳ھ/۱۵۵۶ء) کو بھی شاہ محمد غوث سے بڑی عقیدت تھی، ملا عبد القادر بدایونی نے لکھا ہے:-

"وہمایوں بادشاہ مغفرت پناہ را بہر دوے ایں بزرگوار (شیخ پھول و شیخ محمد غوث) نسبت عقیدت و اخلاص بکمال بود، چنانچہ بہ کم کسے دیگر آں جہت داشتہ باشد و طریق دعوت اسماء ازیں اعزہ یاد می گرفتند"[۲]

مفتی غلام سرور لاہوری نے بھی لکھا ہے:-

"نصیر الدین ہمایوں بادشاہ از معتقدان وے گشت"[۳]

پیٹر ہارڈی نے جہاں سلاسل طریقت کا ذکر کیا ہے وہاں تذکرۃً لکھا ہے کہ ہمایوں بادشاہ شاہ محمد غوث کا مرید تھا۔ وہ لکھتا ہے:-

"ایران سے نئے سلاسل آئے ــــ شطاری ــــ شیخ محمد غوث، جو اسی سلسلے سے تعلق رکھتے تھے، ہمایوں کے روحانی پیشوا تھے"[۴]

---

[۱] محمد ظہیر الحق احمد آبادی: تتمہ مناقب غوثیہ (اردو) ص ۷۱ مطبوعہ آگرہ ۱۹۳۳ء [۲] عبد القادر بدایونی: منتخب التواریخ مطبوعہ کلکتہ ........ ۱۸۶۹ء جلد سوم ص ۴ [۳] مفتی غلام سرور لاہوری: خزینۃ الاصفیاء، ص ۳۳۳ مطبوعہ لکھنؤ، ۱۸۷۳ء [۴] تھیوڈر ڈی بیری: سورسز آف انڈین ٹریڈیشن، مطبوعہ نیویارک ۱۹۵۹ء ص ۴۴۴

ڈاکٹر تارا چند[1] اور دائرۃ المعارف الاسلامیہ کے مقالہ نگار نے بھی یہی لکھا ہے[2]، اس لیے یہ مسلّمہ ہے کہ ہمایوں کو شاہ محمد غوث سے بیحد عقیدت تھی، اس کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ جب ۹۴۲ھ میں افغانان کا غلبہ ہوگیا اور ہمایوں بادشاہ نے صوبہ دہلی سے یک سوئی اختیار کرلی تو اس وقت شاہ محمد غوثؒ بھی گوالیار سے ہجرت کرکے گجرات چلے آئے، یہاں ہمایوں بادشاہ کی طرف سے شاہ محمد غوثؒ کو یہ مکتوب موصول ہوا:۔

"بعد از عرض آداب دست بوس معروض آنکہ عنایت قدیم لم یزلی از کرب و دشواری تقدیر بہ بدرقہ توجہ و دعائے ایشاں و جمیع درویشاں بہ آسانی برآوردہ و از سوانح روزگار فتنہ انگیز آنچہ پیش آمد بجز محرومی ملازمت باعث آزاری خاطر و سبب تیرگی دل نگردید، در ہر نفس و ہر گام خیال در گرد ایں اندیشہ بود کہ آں دو سرشت مردم با آں ذات ملکوت صفات چہ سلوک کردہ باشند، چوں شنید کہ در ہماں نزدیکی ایشاں نیز ہجرت بہ دیار گجرات فرمودند، دل ازاں اندوہ گرفتاری بقدرے رہائی یافت، و پیوستہ از صدق عقیدت امید کہ فیض فضل کردگار ہم چناں کہ از تنگنائے آفت بیروں آوردہ از بند اندوہ ناکی مذکور آزاد ساخت از محنت مفارقت صوری نیز خلاصی بخشد۔

سبحان اللہ چہ گونہ سپاس و شکرگزاری تلقین باطن نشیں آں رہنمائے حقیقی بتقدیم رساند کہ باکثرت اسباب پریشانی کہ بظاہر قالب فرو پیچیدہ ست در جمعیت و وحدت سرسودائے قلب باندازہ یک ذرہ قصورے راہ و فتورے نیافتہ۔ راہ آمد و رفت قافلۂ دعائے خیر پیوستہ مسلوک باد!" (محمد غوثی: گلزار ابرار، مطبوعہ ۱۳۲۶ھ، ص ۳-۲۹۲)

---

[1] ڈاکٹر تارا چند: انفلوئنس آف اسلام آن انڈین کلچر، مطبوعہ الٰہ آباد

[2] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام: مطبوعہ لیڈن (ہالینڈ) ۱۹۱۳ء، ص ۷-۶۸۶

شاہ محمد غوثؒ نے مذکورہ بالا مکتوب شاہی کے جواب میں جو یہ صحیفہ ارسال فرمایا :-

" وصول نامہ نامی سلطانی و مطالعہ صحیفہ گرامی ہمایونی مبارک باد زندگانی بہ مخلصان این حدود رسانید و نوید سعادت صحت و عافیت ملازمان رکاب دولت بر داد — آن چہ بہ کلک وقائع نگار رقمی بود مطابق نفس الامر ست ہیچ گونہ تخلفے دران واقع نیست - مصرع

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم در دل

المرام سر خدا وندا خبر از اندوہ ناکی سرگزشت شوریدہ مباد ! مصرع

در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست

ہر گاہ حق سبحانہ و تعالیٰ بندہ سعادت مند خود را می خواہد بدرجہ کمال رساند، پرورش باسمائے جمال و جلال ہر دو می فرماید۔ یک دور جمالی گزشت — اکنوں روز نوبت جلالی ست بحکم فان مع العسر یسراً ان مع العسر یسراً — زود باز نوبت جمال خواہد رسید، زیرا کہ بقانون عربیہ یک " عسر " بیان دو " یسر " واقع شدہ و زود بہ جہت آنکہ سطح محاجب مسافت کمتر از دائرہ محیط ست پس عنقریب عروس مراد بر منصۂ ظہور جلوہ گر خواہد شد۔ انشاء اللہ تعالیٰ " (گلزار ابرار، ص ۴ - ۲۹۳)

ملا عبد القادر بدایونی نے لکھا ہے کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ صغر سنی ہی میں شاہ محمد غوثؒ کا معتقد ہو گیا تھا،

" و بادشاہ را در صغر سن بتحریص و ترغیب تمام بوسائل و وسایط در سلک ارادت خود آورد " (منتخب التواریخ، جلد سوم ص ۵ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۹ء)

معتمد خان نے اقبال نامہ میں بھی اس واقعہ کا ذکر کیا ہے، جس کو محمد حسین آزادؔ نے دربار اکبری میں اپنے انداز سے اس طرح بیان کیا ہے :-

"۹۶۶ھ میں کہ ابھی اکبر کو سلطنت سے تعلق نہ تھا، شکار کھیلتے ہوئے گوالیار کی طرف جا نکلا، گجرات میں گائے بیل بہت خوب ہوتے ہیں، اثنائے شکار میں پلنگ بانوں اور آہو بانوں نے کہا کہ شیخ ابھی دنوں میں گجرات سے آئے ہیں، ان کے قافلے میں بہت اچھے اچھے بیل ہیں اور شکار میں کارآمد ہیں، بادشاہ نے کہا کہ سوداگروں کو بلواؤ، کوئی بول اٹھا کہ شیخ اور ان کے بھائی بند خود بھی لائے ہیں، سوداگروں کے پاس ویسے نہیں ہیں، گوالیار کا قلعہ بہت مشہور تھا، ایک دن بادشاہ شکار کو اٹھے تو قلعہ دیکھا اور پھرتے ہوئے شیخ محمد غوث کے گھر چلے گئے...... انھوں نے جس طرح کے تحفے کہ پیر ان اہل طریقت دیا کرتے ہیں پیش کیے...... اور چونکہ انھیں بھی پتہ لگ گیا تھا، اس لیے تحائف گجرات و دکن کے ساتھ عمدہ عمدہ گائیں اور بیل بھی نذر کیے، دستر خوان بھی چنا، مٹھائیاں کھلائیں، عطر لگائے خاتمۂ صحبت میں کہا کہ آپ کسی کے مرید بھی ہیں؟ اکبر نے کہا، نہیں، خود بڑھ کر دونوں ہاتھ پکڑ لیے... اور مہمان کو مریدی کی رسی میں باندھ لیا۔" (دربار اکبری، ص ۷۷۹)

غرض اپنے والد نصیر الدین محمد ہمایوں اور دادا ظہیر الدین محمد بابر کی طرح جلال الدین محمد اکبر بھی شاہ محمد غوثؒ سے خاص ربط خاطر رکھتا تھا، چنانچہ جب شاہ محمد غوثؒ اکبرآباد تشریف لائے اور بیرم خاں و شیخ گدائی کے ناروا سلوک سے خاطر برداشتہ ہو کر واپس گوالیار گئے تو اکبر بادشاہ بیرم خاں سے آزردہ ہو گیا۔ اس ربطِ خاص کا اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ بیرم خاں کی شہادت کے بعد آپ پھر اکبرآباد تشریف لے آئے، اور یہیں انتقال فرمایا، اور گوالیار میں دفن کیے گئے،

صاحب فیضان ولایت نے بھی ۹۶۶ھ میں اکبر کا گوالیار آنا لکھا ہے، مگر شاہ محمد غوثؒ سے متعلق مذکورہ واقعہ کی طرف اشارہ تک نہیں کیا، اور اس کے بجائے اپنے جدامجد شیخ خانون گوالیاری (متوفی ۹۴۲ھ؍۱۵۳۴ء) سے اکبر کی ملاقات کا ذکر کیا ہے، حالانکہ کسی مستند تذکرہ میں اس واقعہ کا ذکر نہیں ملتا،

معلوم نہیں ان کا ماخذ کیا ہے، انھوں نے ایک عجیب و غریب حکایت لکھی ہے کہ

"۹۶۶ھ میں اکبر بادشاہ والی تخت ہندوستان، گوالیار آئے اور آپکے (شیخ خانون) پاس حاضری چاہی تو آپنے ملاقات سے انکار فرمادیا، اس زمانہ میں "تان سین" روزانہ صبح کاذب کے وقت مزار پرانوار حضرت غریب نواز، شاہ ولایت پر حاضری دیا کرتے تھے، جب اکبر کو یارائے زیارت نظر نہ آیا تو ایک دن وہ حضرت تان سین کا لباس پہنکر ان کی حاضری کے وقت مزار مبارک شاہ ولایت پر حاضر ہوئے، اور تادیر غنا و نغمہ سازی میں مصروف رہے حضرت بندگی احمد صاحبؒ نے دو مشت بظاہر جوار کے دانے اکبر کی گود میں ڈال دیے، اور باطناً انعام خاص سایۂ رحمت پروردگار سے مالا مال فرمادیا، اکبر سلام و قدم بوسی اور آستانہ پر جبیں سائی کے بعد رخصت ہوئے، اکبر نے بہت زر و جاگیر نذر گزرانی چاہی، مگر آپ نے کہا فقیر کو نمک کی کنکری اور سوکھی روٹی بہت کافی ہے۔" (فیضان ولایت ص ۲۲)

فاضل مؤلف نے اکبر کو جس انداز سے شیخ احمد کے سامنے پیش کیا ہے وہ قرین عقل نہیں، ظاہر ہے کہ اکبر و تان سین میں کسی قسم کی مماثلت نہ تھی، اس لیے اشتباہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، پھر اکبر تان سین جیسا مطرب بھی نہیں تھا، کہ شیخ احمد فرق تک محسوس نہ کر سکے اور دھوکے میں آگئے، یہ حکایت آپ اپنی تردید کرتی ہے،

جلال الدین محمد اکبر نے از راہِ نوازش و عنایت اور عقیدت و محبت، شاہ محمد غوث کے لیے خزانۂ شاہی سے وظیفہ بھی مقرر کیا تھا، صاحب مآثر الامرا نے لکھا ہے:۔

"گویند کہ از جناب عرش آشیانی یک کرور درہم وظیفہ برد۔" (بحوالہ شیخ محمد اکرام: رود کوثر، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۸ء)

اسی طرح صاحب ذخیرۃ الخوانین نے لکھا ہے:۔

"شیخ نہ لک روپیہ در جاگیر داشت و چہل خیل در فوج او می رفت۔" (اردو کوثر)

غرض ہمعصر بادشاہوں اور حکمرانوں کو شاہ محمد غوثؒ سے خاص عقیدت ومحبت تھی، ابوالفضل نے آئین اکبری میں آپ کو اس عہد کے اجلۂ مشائخ میں شمار کیا ہے[1]، تھامس ولیم بیل کا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ:۔

"آپ مستجاب الدعوات تھے، جو پیشین گوئی فرماتے تھے، پوری ہو جاتی تھی، اس وجہ سے آپ کافی مشہور ومعروف تھے، اور اولوالعزم بادشاہ بھی آپکے دربار میں حاضر ہوکر آداب بجالاتے تھے۔"[2]

نورالدین جہانگیر بادشاہ بھی شاہ محمد غوث گوالیاریؒ کے علوے مرتبت کا قائل تھا، بارہویں جشن نوروز کے ذیل میں جو حالات لکھے ہیں اس میں شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی (متوفی ۹۹۸ھ / ۱۵۸۹ء) کے روضہ کی زیارت کے تاثرات کا بیان ہے، اسی ضمن میں شاہ محمد غوث گوالیاریؒ کا بھی ذکر آگیا ہے، لکھتا ہے:۔

"شیخ وجیہ الدین، شیخ محمد غوث کے ایسے بلند مرتبہ خلیفہ تھے جن پر خود مرشد کو فخر ہوتا ہے، شیخ محمد غوث سے شیخ وجیہ الدین کی ارادت وعقیدت سے خود شیخ محمد غوث کے بزرگ و برتر مرتبے کا پتہ چلتا ہے۔"[3] (ص ۴۵۰)

---

[1] ابوالفضل:۔ آئین اکبری، جلد اول ص ۴۰۸ مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۳۸ء

[2] تھامس ولیم بیل: اورنٹیل بائیوگرافیکل ڈکشنری ص ۱۸۶-۷ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۸۱ء

[3] جہانگیر بادشاہ: تزک جہانگیری (اردو) ص ۴۵۰ مطبوعہ لاہور ۱۹۶۰ء

---